پروفیسر محمد اکرام تائب

غریب مزدور بچے

کھیل سے پہلے ہی بازی میں یہ ہارے بچے
یہ مرے غربت وافلاس کے مارے بچے
ماں کی آغوش میں سونا تھا ابھی توان کو
بیچنے گھر سے جو نکلے ہیں غبارے بچے
اور جس چوک میں آتی ہے یہ خونی آندھی
ہاں! وہیں سے تو گزرتے ہیں یہ پیارے بچے
تن پہ کپڑا ہے نہ پاؤں میں کسی کے جوتا
جیسے ہمسائے سے مانگے ہوں ادھارے بچے
بھوک نے سب کو سکھایا ہے سبق جینے کا
وقت سے پہلے جواں ہو گئے سارے بچے
رات تھک ہار کے فٹ پاتھ پہ سوجاتے ہیں
لالہ و گل سے حسیں، چاند، ستارے بچے
ڈگمگاتے ہوئے پھرتے ہیں جوانی میں ابھی
عمر کاٹیں گے بھلا کس کے سہارے بچے؟
اے خدا! جبر کے پھندوں میں گرفتار ہیں وہ
عرش سے تونے زمین پر جو اتارے بچے
ہر گھڑی سوچتا رہتا ہوں یہی اے تائبؔ
جانے کس حال میں کل ہوں گے ہمارے بچے

○

الیکشن مہم

بڑی مدت سے روٹھوں کو منانے یار آئے ہیں
گلے سے آج پھر ہم کو لگانے یار آئے ہیں
بڑی ہی گرمجوشی سے بلا کر اپنے ڈیرے پر
ہمیں اک بار پھر چائے پلانے یار آئے ہیں
کئے تھے اس نے جو وعدے یہاں پچھلے الیکشن پر
وہ سارے یاد ہیں ہم کو، بھلانے یار آئے ہیں
مری بیوی جو کب سے روٹھ کر بیٹھی تھی میکے میں
اسے بھی ساتھ اب لے کر، پرانے یار آئے ہیں
پڑے گی پھوٹ گھر میں، بنیں گے دشمنِ جاں سب
ہماری راہ میں کانٹے بچھانے یار آئے ہیں
بڑے ہی رازداں بن کر وہ سب امیدواروں کے
بٹیرے، مرغ، تیتر، اب اڑانے یار آئے ہیں
تمہارے تھے، تمہارے ہیں، تمہارے ہی رہیں گے ہم
خزاں کے دور میں پھر گُل کھلانے یار آئے ہیں
تمہارے واسطے تارے فلک سے توڑ لائیں گے
فسانے پھر نئے تائبؔ سنانے یار آئے ہیں

یہ نظم حالیہ بلدیاتی انتخابی مہم کے تناظر میں ہے۔ اگرچہ انتخابی عمل قریباً مکمل ہو چکا ہے لیکن شہر وضلع کے ناظمین کی انتخابی مہم زوروں پر ہے، اس حوالے سے نظم ترو تازہ ہے (ادارہ)